شاہد حسین رزاقی

انڈونیشیا میں اشاعت اسلام اور سلطنتوں کا قیام

آج انڈونیشیا مسلمانوں کا ایک عظیم ترین ملک ہے جہاں ۱۲ کروڑ مسلمان آباد ہیں اور مسلمانوں کی اس کثیر تعداد کی بنا پر بھی اس کو اسلامی دنیا میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ لیکن سماترہ میں تیرھویں، جاوا میں چودھویں اور دوسرے جزائر میں پندرھویں صدی تک اسلام کا کوئی اثر نہ تھا یہاں کے باشندے ہندو مذہب کے پیرو تھے یا مظاہر پرست تھے۔ جاوا اور سماترہ میں ہندوؤں کی زبردست سلطنتیں قائم تھیں جن کا اقتدار دوسرے جزائر پر بھی تھا۔ ہندو نہ صرف سیاسی اقتدار کے مالک تھے بلکہ اپنے مذہب کے بھی بڑی سختی سے پابند تھے اور ایسے لوگوں کو مسلمان کر لینا اور ہندو حکمرانوں اور عوام کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا کر اس وسیع ملک کو اسلامی دنیا میں شامل کر دینا مبلغین اسلام کا ایک بے نظیر اور حیران کن کارنامہ ہے مبلغین اسلام کے پاس کوئی سیاسی طاقت نہ تھی لیکن انھوں نے صرف تبلیغی طریقوں سے کام لے کر اپنا مقصد حاصل کیا اور صدیوں تک مسلسل جدوجہد کر کے مختلف جزیروں کے باشندوں کو مسلمان کیا، بڑی بڑی سلطنتیں قائم کیں اور زندگی کے ہر شعبہ میں انقلاب پیدا کر کے اس ملک کی تاریخ میں روشن ترین ابواب کا اضافہ کیا۔

اشاعتِ اسلام

اسلام کے مخالفوں نے بڑی شدت سے یہ پروپیگنڈہ کیا ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کو تلوار کے زور سے پھیلایا ہے اور اس پروپیگنڈے نے مغربی ممالک میں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق بڑی غلط فہمیاں پیدا کر دی ہیں انڈونیشیا میں اسلام کی اشاعت مخالفین کے اس الزام کی نہایت واضح تردید ہے اس ملک کو مسلمان حملہ آوروں نے کبھی فتح نہیں کیا اور مسلمان تاجروں اور مبلغوں نے اس ملک کے مختلف

علاقوں اور جزیروں میں اسلام کی تبلیغ کر کے یہاں کے راجاؤں، امیروں اور عوام کو اس زمانہ میں مسلمان کیا جب یہاں ہندوؤں کی بڑی طاقت ور سلطنتیں قائم تھیں اور لوگ اپنے مذہب کے بڑی سختی سے پابند تھے۔ چنانچہ یہ لوگ محض تبلیغ و ترغیب سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔

مبلغین کا طرزِ کار

اسلام کی تبلیغ کا فرض مبلغین نے بڑی محنت سے اور منظم طریقے پر انجام دیا اور اہل ملک کو خود اپنے اوصاف سے متاثر کر کے اسلام کی طرف مائل کیا۔ یہ مبلغ جس علاقہ میں جاتے وہاں مسجد بنا کر اپنا مرکز قائم کرتے مقامی زبان سیکھتے۔ باشندوں کے حالات، رسوم و رواج اور خصوصیات کا بہت غائر مطالعہ کرتے۔ بیماروں کا علاج کرتے مصیبت زدوں کے مددگار بنتے اور اپنے علم و فضل اور اعلیٰ کردار سے لوگوں کو متاثر کرتے۔ ان مبلغین کا معیار زندگی بہت بلند ہوتا تھا۔ اور مقامی حکمران اور امرا ان کے علم و فضل، روحانیت، تہذیب و شائستگی، حسنِ اخلاق، جذبۂ خدمتِ خلق اور دینی اوصاف کا اثر شدت سے قبول کر لیتے تھے۔ اور جب وہ مسلمان ہو جاتے تو عوام بھی بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیتے۔ حالات کے پیش نظر مبلغین کا اصول یہ تھا کہ پہلے حکمران طبقہ کو اور اس کے بعد عوام کو مسلمان کیا جائے تاکہ اسلام قبول کرنے والے غریب طبقے امرا کے مظالم کا شکار نہ ہوں۔ جو لوگ مسلمان ہوتے انکو اسلامی مرکز میں دینی تعلیم دی جاتی تھی اور وہ اسلام کے اس قدر گرویدہ ہو جاتے تھے کہ اس کی تبلیغ کو اپنا فرضِ اولین تصور کرنے لگتے۔ چنانچہ انڈونیشیا میں اشاعتِ اسلام میں بہت بڑا حصہ ان پرجوش نومسلموں کا ہے جن کو اسلامی مرکزوں میں تعلیم و تربیت دی گئی تھی۔

انڈونیشیا میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ کئی صدیوں تک جاری رہا۔ اور یہ مذہب رفتہ رفتہ مختلف علاقوں میں پھیلایا گیا۔ انڈونیشی جزائر میں اسلام سب سے پہلے سماترا میں داخل ہوا اور پھر جاوا، بورنیو، سلاویسی، جزائر مالوکا اور جزائر سوندا صغیر میں بھی اسلام کی اشاعت ہوئی۔ ابتدا میں اسلام کی تبلیغ کرنے والے عرب ممالک اور ہندوستان کے تاجر اور مبلغ تھے جن کی آمد کا سلسلہ مدتِ دراز تک جاری رہا اور جو نومسلموں کے پرجوش تعاون سے بڑے وسیع پیمانہ پر اسلام کی اشاعت

کرنے میں کامیاب ہوئے اور ان کے بعد یہ کام زیادہ تر نومسلم مبلغوں نے سرانجام دیا۔

جزیرہ سماترہ

انڈونیشی جزائر میں سب سے پہلے سماترا نے اسلامی اثرات قبول کئے اور بارہویں صدی عیسوی کے اوائل میں آچیہ کے کچھ باشندے ایک بزرگ شیخ عبداللہ عارف کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے ان کی کوشش سے اشاعت اسلام کی تحریک کو بہت ترقی ہوئی اور ان کے ایک نامور مرید شیخ برہان الدین نے مغربی اور جنوبی سماترہ میں اسلام کی وسیع اشاعت کی۔ شیخ برہان الدین نے مسجد کو اسلامی مرکز بنا دیا اور وہاں ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا جس میں نومسلموں کو دینی تعلیم دی جاتی تھی اور تبلیغ کے اصول بھی سکھلائے جاتے تھے ان نومسلم مبلغوں نے مختلف علاقوں میں اسلام کی اشاعت کی۔ اور عوام شیخ برہان الدین کے اس قدر معتقد ہو گئے کہ ان کو مقدس بزرگ کہنے لگے۔ اس طرح آچیہ کا علاقہ اسلام کے زیر اثر آ گیا اور ۱۲۰۵ء میں آچیہ میں پہلی مسلم سلطنت قائم ہوئی جس کے بانی ایک پرجوش مبلغ جہاں شاہ تھے جن کو لوگوں نے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا تھا اور جو سری پاوک سلطان کے نام سے مشہور ہوئے سولہویں صدی کے آغاز میں سلطان علی مغیث آچین کا بادشاہ ہوا اور اس نے اپنی سلطنت کو بہت وسعت دی یہ بادشاہ ایک پرجوش مبلغ بھی تھا اور اس کے عہد میں اسلام کو بہت ترقی ہوئی۔

چودھویں صدی عیسوی میں اسلام کے کچھ مبلغ حجاز سے آئے جن کے سردار شیخ اسماعیل تھے انہوں نے پہلے مغربی ساحل پر پاسوری کے باشندوں کو مسلمان بنایا۔ اس کے بعد یہ سمدرا پہنچے اور شیخ اسماعیل نے سمدرا کے راجہ کو مسلمان کر کے اس کا نام ملک الصالح رکھا۔ اس کا لڑکا ملک الظاہر بڑا متقی اور پرجوش مسلمان تھا اور اس کے زمانہ میں اسلام کی وسیع اشاعت ہوئی۔ شیخ اسماعیل کی کوششیں بہت کامیاب ہوئیں اور چودھویں صدی میں آرو اور منینگ کباؤ کے راجہ اور باشندے بھی مسلمان ہو گئے تھے۔ چنانچہ ۱۳۴۵ء میں جب ابن بطوطہ سماترہ پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس جزیرہ میں اسلام کو بڑی ترقی ہوئی ہے۔ ساحلی علاقوں کے تمام باشندے مسلمان ہو گئے ہیں اور اندرونی علاقوں میں بھی اس کی اشاعت ہو رہی ہے۔ پندرھویں صدی میں پالمبانگ اور جمباتگ کے راجاؤں اور عوام نے اسلام

قبول کر لیا اور رلمپانگ کے حاکم نے بڑے جوش اور تنظیم کے ساتھ اپنی ریاست میں اسلام کی اشاعت کی۔ اس طرح اسلام سماترہ کے تمام علاقوں میں پھیل گیا۔ انیسویں صدی کے اوائل میں سماترہ میں اصلاح دین اور ولندیزیوں کے خلاف جہاد کی زبردست تحریک شروع ہوئی جس سے اسلام کو بہت فائدہ پہنچا اور اس جزیرہ میں جو بت پرست باقی رہ گئے تھے۔ ان کی بڑی تعداد نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

جاوا اور مادورا

سماترہ کے بعد جزیرۂ جاوا میں اسلام داخل ہوا اور چودھویں صدی میں اسلام کی اشاعت نے ایک زبردست تحریک کی شکل اختیار کر لی جس کے بانی مولانا ملک ابراہیم تھے۔ عرب و ہندوستان کے تاجر ایک مدت سے جاوا میں اسلام کی اشاعت کے لئے کوشش کر رہے تھے اور مبلغین کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں کام کرتی تھیں، لیکن یہاں کے باشندوں پر ہندو مذہب کا اس قدر گہرا اثر تھا اور ہندو تہذیب اتنی چھائی ہوئی تھی کہ ان کو مسلمان کرنا آسان نہ تھا تاہم اسلام کے مبلغ تمام دشواریوں کے باوجود بڑی خاموشی اور استقلال کے ساتھ کام کرتے رہے اور آخر کار کامیاب ہوئے مولانا ابراہیم نے گریسک میں آباد ہو کر یہاں اپنا تبلیغی مرکز قائم کیا۔ اور بہت جلد نومسلموں کی ایک جماعت تیار کر لی اور ان کے شاگردوں میں اپنے دین کی تبلیغ کا جذبہ شدت سے پیدا ہو گیا۔

اولیائے عظام

جاوا میں اشاعتِ اسلام کی تحریک کے رہنماؤں میں سے نو اشخاص بہت مشہور اور کامیاب ہوئے۔ ان کو اہل جاوا بڑے احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ سونان یعنی اولیائے عظام کہے جاتے ہیں۔ یہ اولیا زیادہ تر اپنے مقامِ مدفن کی مناسبت سے اس مقام کے ولی کہے جاتے ہیں۔ ان نو اولیائے عظام میں سے مولانا ابراہیم جاوا کے سب سے پہلے ولی مانے جاتے ہیں اور مولانا مغربی کے نام سے مشہور ہیں۔ دوسرے آٹھ اولیائے عظام کے نام یہ ہیں۔ (۱) راون رحمت جن کا مزار سورابایا کے قریب امپیل کی پہاڑی پر ہے اور سونان امپیل کے نام سے مشہور ہیں۔ (۲) مخدوم ابراہیم جن کو لوگ سونان بوناتگ کہتے ہیں۔ یہ راون رحمت کے لڑکے تھے (۳) راون پاکو جو گریسک کے قریب گیری کی پہاڑی

پر دفن ہیں اور سونان گیری کے نام سے مشہور رہیں۔ (۴) فتح اللہ جن کا مزار چریبون کے قریب گننگ جاتی نامی پہاڑی پہ بنا ہے اور لوگ ان کو سونان گننگ جاتی کہتے ہیں۔ (۵) سونان قدس جن کا مزار سیمیرانگ کے قریب قدس میں ہے (۶) سونان موریا جو میدان جپارا کے قریب دفن ہیں۔ (۷) سونان درجات جن کا مزار تمپل کے قریب ہے۔ (۸) اور سونان کالی جاگا، جن کی قبر کالی جاگا میں ہے۔ یہ اولیا جاوا کے سب سے بڑے مبلغ تھے اور انہوں نے اس جزیرہ میں ہندو حکومت اور ہندو مذہب کے ہمہ گیر اثرات کا بڑی کامیابی سے مقابلہ کرکے اسلام کو پھیلایا اور یہ ملک اسلام کے زیر اثر آگیا۔

جاوا کے ایک ولی رادن رحمت یا سونان امپل حاکم امپل تھے اور مولانا ابراہیم کی تبلیغ سے مسلمان ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے شہر کو جاوا میں اشاعتِ اسلام کا مرکز بنا دیا تھا اور اس مرکز سے تربیت یافتہ مبلغ مختلف جزائر میں تبلیغِ اسلام کے لئے روانہ کئے جاتے تھے۔ رادن رحمت نے اسلام کی ترقی کے لئے بہت کام کیا اور جاوا کے مختلف علاقوں میں منظم طور پر اسلام کی اشاعت کا کام ہونے لگا۔ رادن رحمت کے لڑکے مخدوم ابراہیم نے بھی اپنی زندگی اسلام کے لئے وقف کردی اور شمالی جاوا میں بہت بڑی تعداد کو مسلمان کیا۔ رادن رحمت کے رفیق کار اور مشہور مبلغ مولانا اسحاق نے مشرقی جاوا میں بکثرت لوگوں کو مسلمان کیا۔ مولانا اسحاق کی شادی پالم بنگن کے راجہ کی بیٹی سے ہوئی تھی اور ان کے لڑکے رادن پاکو نے، جو رادن رحمت کے داماد تھے اور جن کا شمار اولیائے عظام میں ہوتا ہے، اسلام کی اشاعت کے لئے بہت نمایاں کام کیا۔ شیخ نورالدین اور ان کے لڑکے حسن الدین نے مغربی جاوا میں تبلیغ کا فرض بڑی خوبی سے انجام دیا اور کثیر تعداد کو مسلمان کیا۔ جزیرۂ مادورا میں تبلیغ کا کام رادن رحمت نے شیخ خلیفہ حسین کے تفویض کیا تھا اور انھوں نے یہاں ایک اسلامی مرکز قائم کرکے بڑی کامیابی سے یہ کام انجام دیا تھا۔ جاوا میں اسلام کی اشاعت میں ایک اور نامور مبلغ رادن فاتح نے جن کا تعلق شاہی خاندان سے تھا بہت نمایاں حصہ لیا۔ ہندوؤں کی مشہور سلطنت مجاپہت کے حکمران نے اسلام کی اشاعت کو روکنے کے لئے مسلمانوں پر مظالم شروع کر دیئے تھے اور آخر کار ۱۴۷۸ء میں رادن فاتح کی تحریک پر مبلغین اسلام نے متحد ہوکر راجہ

کا مقابلہ کیا اور اس کو شکست دیکر مسلمانوں کی حکومت قائم کی۔ جاوا میں یہ مسلمانوں کی پہلی سلطنت تھی اس کا پہلا حکمران رادن فاتح کو بنایا گیا اور بتدریج پورا جزیرہ اسلام کے زیر اثر آگیا۔

بورنیو

سماترا اور جاوا کے مبلغوں نے انڈونیشیا کے دوسرے جزائر میں بھی اسلام کی اشاعت کی بورنیو میں اسلام کی اشاعت کا آغاز پندرھویں صدی کے آخر میں ہوا اور پہلے ساحلی علاقے کے لوگ مسلمان ہوئے۔ مجاپہت کی ہندو سلطنت ختم ہونے کے بعد بورنیو کی محکوم ریاستیں بھی آزاد ہو گئیں اور یہاں اسلام کا اثر بڑھنے لگا۔ چنانچہ پہلے ترنجرماسین کے لوگ مسلمان ہوئے۔ پھر داماک، برونی اور سکدانہ میں اسلام پھیلا اور یہاں کے حکمران اور عوام مسلمان ہو گئے۔ بورنیو میں مبلغین اسلام کے سردار شیخ شمس الدین تھے جو حجاز سے آئے تھے۔ ان کی تبلیغ سے سکدانہ کا راجہ مسلمان ہوا اور اس کو سلطان محمد صفی الدین کا خطاب دیا گیا۔ یہ سلطان اسلام کا بڑا حامی اور مبلغ تھا اور اسلام کی اشاعت کے لئے بہت کام کیا۔ اٹھارہویں صدی میں شمالی بورنیو کی ایک قوم ایران نے اسلام قبول کر لیا۔ رفتہ رفتہ اسلام جزیرہ کے اندرونی علاقوں میں بھی داخل ہونے لگا۔ یہاں تک کہ پورا جزیرہ اسلام کے زیر اثر آگیا اور یہاں مسلمانوں کی سلطنتیں قائم ہو گئیں۔

سیلبیز

جزیرۂ سلاویسی یا سیلبیز میں بھی اسلام رفتہ رفتہ پھیلا۔ پہلے ساحلی علاقوں کے لوگ مسلمان ہوئے اور پھر اندرونی علاقوں کے باشندوں نے یہ مذہب قبول کر لیا۔ سلاویسی میں اسلام کی اشاعت کرنے والوں میں بورنیو کے نومسلم مبلغوں نے بھی نمایاں حصہ لیا۔ سب سے پہلے مکاسر اور بوگی کی قوموں نے اسلام قبول کیا جو اس جزیرہ کے مہذب ترین باشندے تھے۔ اس کے بعد شمال میں منہاسا کے لوگ مسلمان ہونے لگے جن کو پرتگالیوں نے عیسائی بنا لیا تھا۔ مکاسر کے نومسلم پرجوش مبلغ بن گئے اور انہوں نے سلاویسی کے دوسرے علاقوں اور آس پاس کے جزائر میں اسلام پھیلا دیا۔ مکاسر، بوگی، برنی، بانگدو، بولانگ اور دوسری ریاستوں کے راجہ مسلمان ہو گئے اور مسلمانوں کی کئی حکومتیں قائم ہو گئیں۔

ان ریاستوں کے حکمرانوں اور عوام نے تبلیغ کا فرض بڑی محنت سے انجام دیا اور دیسی عیسائیوں اور بت پرستوں کو مسلمان کر لیا۔ سلا ویسی میں عیسائی حکمرانوں اور عوام کے مسلمان ہو جانے سے پرتگالیوں کے منصوبے ناکام ہو گئے یہاں اسلام کی اشاعت کا سلسلہ مستقل طور پر جاری رہا اور یہ نومسلم اپنے نئے مذہب کے پرجوش حامی ثابت ہوئے۔

جزائر مالوکا

مشرقی انڈونیشیا میں جزائر مالوکا گرم مسالوں کی تجارت کے مرکزوں کی حیثیت سے قدیم زمانہ سے مشہور رہے اور دوسرے جزائر اور غیر ممالک کے تاجروں سے ان کے تجارتی تعلقات بہت مستحکم تھے جاوا اور ملایا کے نومسلم تاجروں نے ان جزائر میں اسلام کی تبلیغ کا کام بھی شروع کر دیا۔ جزائر مالوکا میں اسلام کی ابتدا پندرھویں صدی میں ہوئی اور ایک عرب مبلغ شیخ منصور نے تدورے کے راجہ کو مسلمان کر کے اس کا نام سلطان جلال الدین رکھا۔ راجہ کے بعد اس ریاست کے عوام نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اسی زمانے میں ترناتے کے راجہ اور عوام نے بھی اسلام قبول کیا۔ جاوا کے مبلغ اس جزیرہ میں بہت پہلے سے کام کر رہے تھے لیکن یہاں کے باشندے اپنے قدیم مذہب کے سختی سے پابند تھے اس لئے ان کو مسلمان کرنے میں زیادہ وقت صرف ہوا۔ نومسلم راجہ کا نام سلطان زین العابدین رکھا گیا اور اس کا ایک جانشین سلطان باب اللہ ہوا جو بہت بڑا عالم اور پرجوش مبلغ تھا۔ اس نے اپنی زندگی اسلام کے لئے وقف کر دی اور کئی جزیروں میں اسلام پھیلایا۔ ترناتے اور تدورے کے بعد دوسرے جزائر میں بھی اسلام کی اشاعت ہونے لگی۔ ہلما ہیرا میں گیلالا کے راجہ اور عوام نے اسلام قبول کر لیا اور رفتہ رفتہ اس جزیرہ میں بھی اسلام پھیل گیا۔ سیرام، آرو، بورو اور دوسرے جزائر میں ترناتے اور تدورے کے مبلغوں نے اسلام کی اشاعت کی اور مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ جزائر مالوکا میں بھی پہلے ساحلی علاقوں کے باشندے مسلمان ہوئے اور پھر رفتہ رفتہ اندرونی علاقوں میں بھی اسلام پھیلنے لگا۔ اور مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہو جانے سے ان جزائر میں اسلام کو بڑی تقویت حاصل ہو گئی۔

جزائر سونڈا صغیر

جاوا، سماٹرا، سلاویسی، تدورے اور ترناتے کے نومسلموں میں اسلام کی اشاعت کا جذبہ بہت قوی تھا اور یہ بڑے جوش اور محنت کے ساتھ دوسرے جزائر میں اسلام کی تبلیغ کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی کوششوں سے انڈونیشیا کے بہت سے جزیروں میں اسلام پھیل گیا اور سلاویسی کے مبلغوں نے جزائر سونڈا صغیر میں اشاعت اسلام کا فرض انجام دیا۔ سلاویسی میں مکاسر کے مبلغ بہت منظم اور تربیت یافتہ تھے انہوں نے سولہویں صدی میں سمباوا کے باشندوں کو مسلمان کیا۔ سلاویسی کی ایک اور قوم بوگی کے مبلغوں نے اسی زمانہ میں جزیرہ لمبوک کے باشندوں کو مسلمان کر لیا اور اسی قوم کے مبلغوں کی کوشش سے فلورس، تیمور اور سومبا میں بھی اسلام کی اشاعت ہوئی۔ اسی طرح بیرونی ممالک کے مبلغین اسلام اور انڈونیشی نومسلموں کی محنت و کوشش اور تنظیم سے انڈونیشیا کے ہزاروں جزائر میں جو بہت بڑے رقبے میں پھیلے ہوئے ہیں اسلام پھیل گیا اور مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ اور مبلغوں کی ایک ایسی منظم تحریک نے جس کے پاس کوئی سیاسی قوت نہ تھی ایسی قوموں کو مسلمان کر لیا جو بڑی بڑی سلطنتوں کی مالک تھیں۔ اپنے قدیم مذہب کی سختی سے پابند تھیں اور اپنی تہذیب و معاشرت اور نظریۂ حیات کو ترک کرنے پر آمادہ نہ تھیں۔

سماٹرا اور جاوا میں مسلمانوں کی سلطنتیں

انڈونیشیا میں مسلمان مبلغین نے اسلام پھیلانے کے علاوہ مسلمانوں کی سلطنتیں بھی قائم کیں ان میں زیادہ تعداد ان سلطنتوں کی تھی جن کے حکمران مسلمان ہو گئے تھے۔ کچھ سلطنتیں ایسی تھیں جن کے باشندوں نے اسلام قبول کر کے کسی ممتاز مبلغ اسلام کو بادشاہ بنا لیا۔ بعض نئی سلطنتیں مسلمانوں نے اپنی قوتِ بازو سے قائم کر لیں اور ہندوؤں کی مشہور سلطنت مجاپہت کی شکست اسلام قبول کرنے والے شہزادوں کی میدانِ جنگ میں کامیابی کا نتیجہ تھی۔ سماٹرہ اور جاوا میں مسلمانوں کی سلطنتیں بہت وسیع اور طاقتور تھیں۔ بورنیو جب مجاپہت کے اقتدار سے آزاد ہوا تو وہاں کی ریاستیں خودمختار ہو گئیں اور ان کے نومسلم حکمرانوں نے طاقتور سلطنتیں قائم کر لیں۔ سلاویسی میں بھی مسلمانوں کی سلطنتوں نے وسعت و

طاقت حاصل کی اور جزائر مالوکا میں مسلم سلطنتیں رقبے میں چھوٹی ہونے کے باوجود طاقت اور اہمیت کی مالک تھیں۔

سمدرا

انڈونیشیا میں مسلمانوں کی پہلی سلطنت سماترہ کے علاقہ سمدرا میں قائم ہوئی جس کے راجہ کو شیخ برہان الدین نے مسلمان کیا تھا اور جو سلطان ملک الصالح کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ انڈونیشیا میں پہلا مسلمان حکمران تھا اور اس کے جانشینوں نے بھی اسلام کی ترقی و اشاعت میں بہت حصہ لیا۔ ملک الصالح کے بعد اس کا لڑکا سلطان محمد کے نام سے تخت نشین ہوا اور ملک الظاہر کا لقب اختیار کیا۔ اس کے بعد اس سلطنت کے تمام حکمران اسی لقب سے مشہور ہوئے۔ سلطان محمد نے اپنی زندگی اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دی اور اپنی سلطنت میں اسلامی احکام کے مطابق قوانین نافذ کئے۔ سلطان محمد کے جانشین سلطان احمد ملک الظاہر دوم کے عہد میں اسلام نے بڑی ترقی کی۔ اسلامی مرکز اور دینی ادارے قائم کئے گئے اور اسلامی علوم کو ترقی دی گئی۔ اس زمانے میں اسلام کی بہت اشاعت ہوئی اور ۱۳۴۶ء میں جب ابن بطوطہ سمدرا آیا تو سلطان زین العابدین ملک الظاہر سوم کی حکومت کا آغاز ہوا تھا اور ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں اس سلطنت کی خوشحالی تجارت کی ترقی امن و اماں اور دینی امور سے حکمرانوں کی دلچسپی کی بہت تعریف کی ہے۔ سلطان زین العابدین کے بعد سلطنت کا زوال شروع ہو گیا اور پندرھویں صدی کے وسط میں یہ سلطنت ملاکا کے زیر اقتدار آگئی۔

آچیہ

سمدرا کے زوال کے بعد سماترہ کی مشہور سلطنت آچیہ (ATJEH) قائم ہوئی جس کا بانی عنایت علی شاہ تھا۔ یہ سلطنت ۱۴۹۶ء میں قائم ہوئی اور ۱۸۷۳ء تک آزاد سلطنت کی حیثیت سے برقرار رہی اور اس پر ۳۴ حکمرانوں نے حکومت کی۔ انیسویں صدی کے وسط میں منصور شاہ کے بعد یہ سلطنت زوال پذیر ہونے لگی اور ۱۸۷۳ء میں ولندیزیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن آزادی واپس لینے کی جدوجہد مدت دراز تک جاری رہی۔ اس مقصد کے لئے آچیہ کے باشندوں نے جہاد کی تحریک شروع کر دی اور پینتیس سال تک

ولندیزیوں سے جنگ کرتے رہے۔ اس جنگ میں مجاہدوں کو ناکامی ہوئی اور سنہ ۱۹۰۳ء میں آچیہ کی سلطنت بالکل ختم کر دی گئی۔ آچیہ کی سلطنت سماٹرہ میں مسلمانوں کی سب سے بڑی اور بہت طاقتور سلطنت تھی۔ اس کے حکمرانوں نے ملک کی ترقی اور رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے بہت کام کیا ان کے عہد میں علوم و فنون کو فروغ ہوا اور اسلام اور دینی علوم کی ترقی و اشاعت پر پوری توجہ کی گئی۔ اس سلطنت کے قیام سے سماٹرہ میں اسلام ایک زبردست اور مرکزی طاقت بن گیا اور یہاں کے باشندے اپنے دینی جذبے کے لئے خاص شہرت رکھتے ہیں۔

پالم بانگ

جنوب مشرقی سماٹرہ میں مسلمانوں کی ایک سلطنت پالم بانگ میں تھی جو اس جزیرہ میں اسلام کی اشاعت کا ایک ابتدائی اور اہم مرکز تھا۔ یہ سلطنت سنہ ۱۶۴۸ء میں قائم ہوئی اور اس کا بانی سلطان عبدالرحیم تھا اٹھارہویں صدی کے آخر میں سلطان بہاء الدین محمد کے بعد یہ سلطنت زوال پذیر ہونے لگی۔ ولندیزیوں سے کشمکش نے حالات خراب کر دیے اور سنہ ۱۸۱۲ء میں سلطان بدرالدین نے انگریزوں کی بالادستی تسلیم کر لی۔ انگریز حاکم رفلیس نے سلطان کی حوصلہ افزائی کی۔ کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ سلطان ولندیزی اقتدار سے آزاد رہے لیکن سنہ ۱۸۲۵ء میں جب انگریزی حکومت دست بردار ہو گئی۔ تو ولندیزیوں نے اپنا تسلط قائم کر لیا اور یہ سلطنت ختم کر دی۔

دیماک

جاوا میں مسلمانوں کی پہلی حکومت امپل میں قائم ہوئی جس کے حاکم رادن رحمت تھے جن کا شمار جاوا کے اولیائے عظام میں کیا جاتا ہے اور ان کے جانشین مخدوم ابراہیم بھی اپنی دینی خدمات کی وجہ سے جاوا کے اولیاؤں میں شمار کئے جانے لگے لیکن ان لوگوں کی حیثیت ایک بڑے امیر یا سردار کی تھی اور جاوا میں مسلمانوں کی پہلی سلطنت دیماک تھی جو سنہ ۱۴۷۸ء میں مجاپہت حکمران کی شکست کے بعد قائم ہوئی اور جس کا پہلا حکمران رادن فاتح تھا۔

سنہ ۱۵۲۰ء میں رادن فاتح کی وفات کے بعد اس کا لڑکا رادن یونس تخت نشین ہوا جس کی

سلطنت شمال مشرق میں جاپارا سے گریسیک تک پھیلی ہوئی تھی اور جزیرۂ مادورا اور سماترہ میں پالم بانگ بھی اس کے زیر اثر تھے۔ راون پونس کے جانشین ترنگانوں نے مغرب میں وسیع علاقہ فتح کرکے سلطنت کو اور زیادہ مستحکم بنا دیا۔ یہ سلطنت ۱۵۶۸ء تک قائم رہی۔ اس کے حکمرانوں نے ماترم، پسوروان اور پاجانگ کے علاقے بھی فتح کرلئے اور جب ولندیزیوں نے جاوا پر اقتدار قائم کرنے کی کوشش کی تو دیماک کے سلاطین نے ان کا مقابلہ کیا۔ لیکن اس سیلاب کو روکنا آسان نہ تھا۔ ترنگانوں کے لڑکے شہزادہ مومن کی وجہ سے دیماک میں اسلامی علوم کو بہت ترقی ہوئی تھی اور ہندو اثرات کو زائل کرکے اسلامی زندگی اختیار کرنے کی اس دور میں خاص طور پر کوشش کی گئی کچھ عرصہ کے بعد پاجانگ حکومت کا مرکز بنا دیا گیا اور اس کی ترقی سے وسطی جاوا میں ایک نیا اور اہم اسلامی مرکز قائم ہو گیا۔

بانتن

سولہویں صدی میں مشرقی جاوا میں مسلمانوں کی ایک اور سلطنت بانتن قائم ہوئی جس کے بانی ایک مشہور عالم اور صوفی پاتح ہلا تھے۔ پہلے اس علاقہ میں ایک ہندو سلطنت قائم تھی۔ پاتح ہلا نے جن کا اصل نام غالباً فتح اللہ تھا اور جو دیماک کے حکمران ترنگانو کے بہنوئی تھے ۱۵۲۲ء میں یہ علاقہ فتح کرکے ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ پاتح ہلا کو اسلام کی اشاعت سے اس قدر دلچسپی تھی کہ انہوں نے حکومت پر تبلیغ کو ترجیح دی اور ۱۵۵۲ء میں تخت سے دستبردار ہو کر مبلغ کی زندگی اختیار کرلی۔ پاتح ہلا کے بعد ان کے لڑکے مولانا حسن الدین بانتن کے سلطان ہوئے وہ بھی بڑے دیندار اور مشہور عالم تھے اور اسلام کی اشاعت کے لئے بہت کام انجام دیا۔ چنانچہ ان کا شمار بھی جاوا کے نو اولیا میں ہوتا ہے اور سونان گننگ کے نام سے مشہور ہیں۔ سلطان حسن الدین نے کئی علاقے فتح کرکے سلطنت کو وسعت دی۔ اسلامی احکام پر مبنی حکومت قائم کی۔ دینی مدارس اور تبلیغی ادارے قائم کئے اور عربی علم و ادب کی سرپرستی کی۔ ان کے عہد میں تجارت کو بہت ترقی ہوئی اور بانتن گرم مسالوں کی تجارت کا بہت بڑا مرکز بن گیا۔ سنہ ۱۵۷۰ء میں سلطان حسن الدین نے بھی تخت چھوڑ دیا اور مبلغ بن گئے۔ اور ان کا لڑکا سلطان یوسف کے نام سے تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد میں مغربی جاوا کے بدھوں اور ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف اپنی

طاقت منظم کی لیکن سلطان یوسف نے ان کو شکست دے کر ان کی طاقت ہمیشہ کے لئے ختم کر دی سلطان یوسف بھی بہت دیندار تھے اور بڑی قابلیت سے حکومت کی اور ان کا جانشین سلطان محمد بھی بڑا حوصلہ مند حکمران تھا۔ لیکن اس کے بعد سلطنت بانتن کا بہت نازک دور شروع ہوا۔ ۱۵۹۵ء میں ولندیزی تاجر بانتن کے ساحل پر لنگر انداز ہوئے۔ سلطان سے جنگ میں ولندیزیوں کو شکست ہوئی لیکن سلطان کے حلیفوں کی خود غرضی سے ولندیزیوں کو موقع مل گیا اور انہوں نے بٹاویا میں اپنا تجارتی مرکز اور قلعہ تعمیر کر کے بانتن پر اپنی بالادستی قائم کر لی۔ یہ سلطنت ۱۶۸۵ء تک قائم رہی اور عبدالفاتح آگنگ اس کا آخری حکمران تھا جو ۱۶۵۱ء میں تخت نشین ہوا۔ یہ بڑا حوصلہ مند تھا اور اس نے بانتن کی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کرنے کی جدوجہد کی لیکن داخلی اختلاف اور سازشوں کی وجہ سے اس کو شکست ہوئی اور اس کے ساتھ ہی بانتن کی آزادی بھی ختم ہو گئی اگرچہ یہ سلطنت ۱۷۵۲ء تک باقی رہی۔

ماترم

۱۵۷۵ء میں پاجانگ کا آخری حکمران پنگراں لیونو رعایا کی شدید مخالفت کی وجہ سے تخت سے دستبردار ہو گیا اور حکومت مشہور سپاہ سالار سنوپاتی کے سپرد کر دی۔ سنوپاتی بہت قابل اور عوام میں مقبول تھا اور اس کا تعلق ماترم کے پرانے حکمران خاندان سے تھا۔ چنانچہ اس کی حکومت تسلیم کر لی گئی اور اسنے پاجانگ کے بجائے ماترم کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ بادشاہ بننے کے بعد سنوپاتی نے پنم بابان لقب اختیار کیا اور مشرق میں چیری بون سے لے کر مغرب میں پالمبانگن تک تمام علاقے فتح کر لئے۔ جنوب میں اس کی سلطنت کیدیری تک پھیل گئی۔ ۱۶۰۱ء میں سنوپاتی کا انتقال ہوا اور اس کے جانشین کے عہد میں فتوحات کے ساتھ بغاوتوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اس کے بعد ۱۶۱۳ء میں سنوپاتی کا پوتا مسرنگ سنگ تخت نشین ہوا جس نے سلطان آگنگ یعنی سلطان اعظم کا لقب اختیار کیا۔

سلطان آگنگ

نیا حکمران سلطان آگنگ انڈونیشیا کا عظیم ترین حکمران ثابت ہوا۔ اس نے فتوحات کو وسعت دی اور دوسری سلطنتوں پر اپنا اقتدار قائم کر کے رفتہ رفتہ ماترم کو ایک شہنشاہی میں تبدیل کر دیا۔

جاوا میں ہندوؤں کی جو ریاستیں باقی رہ گئی تھیں وہ ماترم کے خلاف سازشیں کرکے مجاپہت خاندان کا اقتدار پھر بحال کرنا چاہتی تھیں۔ سلطان نے ان ریاستوں کو ختم کر دیا۔ اس زمانہ میں ولندیزیوں نے جاوا میں اپنے قدم جمائے تھے اور بانتن کے حاکم سے مراعات حاصل کرکے بٹاویا میں اپنا تجارتی مرکز اور قلعہ بنا لیا تھا۔ جکارتا اور بانتن کے حکمرانوں کو ولندیزی شکست دے چکے تھے۔ اس لئے ان کو اپنی فوجی طاقت پر بڑا اعتماد تھا اور انہوں نے ماترم کے خلاف بھی سازشیں شروع کر دیں۔ سلطان اگنگ نے ولندیزیوں کو جاوا سے نکال دینے کا فیصلہ کیا اور بٹاویا پر فوج کشی کرکے ولندیزی قلعہ مسمار کر دیا۔ ولندیزی جاوا سے نکل گئے اور سلطان کی سلطنت سے دور جزیروں میں تجارت کرتے رہے۔ سلطان کی زندگی میں ولندیزیوں نے کبھی جاوا کا رخ نہیں کیا۔

سلطان اگنگ اسلام کا بڑا شیدائی تھا۔ اس نے اسلامی تعلیمات کے مطابق قوانین نافذ کئے۔ وہ چاہتا تھا کہ ایک مذہب اور ایک تمدن کی اساس پر پورے انڈونیشیا کو متحد کرکے ایک قوم بنا دے چنانچہ اس نے قدیم ہندو دور کے اثرات کو ختم کرکے اسلامی تہذیب و تمدن کو ترقی دینے کی کوشش کی اور انڈونیشی مسلمانوں کی زندگی کو اسلامی سانچوں میں ڈھالنے کی تدبیریں اختیار کیں۔ سلطان اگنگ کا مقصد یہ تھا کہ انڈونیشی جزائر کو متحد کرکے ایک ملک اور ایک قوم بنا دیا جائے جس کی حکومت و معاشرت اور تہذیب و ثقافت کی اساس اسلام ہو۔ اس زمانہ کے حالات میں یہ بہت بڑا کام تھا جو سلطان کی زندگی میں پیدا نہ ہو سکا۔

۱۶۴۵ء میں سلطان اگنگ کی موت نے حالات کو بدل دیا۔ اس کے جانشین نااہل اور کمزور تھے۔ اور ماترم کی سیاسی بالادستی کو زیادہ مدت تک قائم نہ رکھ سکے۔ سلطان اگنگ کے بعد ہمنگ کورت اول تخت نشین ہوا جو سلطان کے بالکل برعکس خیالات کا حامل اور اس کے تمام اوصاف سے بالکل محروم تھا۔ اس نے قدیم ہندو تمدن اور رسم و رواج کو پھر زندہ کیا۔ ولندیزیوں سے معاہدہ کرکے انکو مراعات دیں۔ اور دوسری ریاستوں پر ماترم کا اقتدار کمزور کر دیا۔ آخر کار ہمنگ کورت کے خلاف بغاوتیں ہونے لگیں اور اس کو ملک سے نکال دیا گیا۔ لیکن اس کے دور میں سلطنت اس قدر کمزور ہو گئی تھی کہ اس کے جانشین

اس کی تلافی نہ کر سکے۔ اور ولندیزیوں کا اقتدار رفتہ رفتہ مسلط ہونے لگا یہاں تک کہ ۱۷۵۵ء میں ماترم کی سلطنت سوراکارتا اور جوگجاکارتا کی دو ریاستوں میں تقسیم کر دی گئی جن پر ولندیزیوں نے بالادستی حاصل کر لی اور یہ دیسی ریاستوں کی حیثیت سے قائم رہیں۔

سماترا اور جاوا کے علاوہ بورنیو، سلاویسی اور جزائر مالوکا میں بھی مسلمانوں کی کئی سلطنتیں قائم ہوئیں جو اپنے زمانہ میں بڑی اہمیت رکھتی تھیں اور اسلام کی ترقی و اشاعت میں ان سلطنتوں نے بھی نمایاں حصہ لیا۔ سلاویسی کے نومسلم مبلغ جن میں کئی حکمران بھی شامل تھے بہت کامیاب اور پرجوش مبلغ ثابت ہوئے اور اس جزیرہ میں مسلمانوں کی سلطنتوں بالخصوص مکاسر اور بوگی کے قیام سے اسلام کو بڑی تقویت ہوئی اور یہ سلطنتیں دوسرے جزائر میں اشاعت اسلام کا مرکز بن گئیں۔ بورنیو میں بنجرماسین، سکدانہ اور برونی کی سلطنتوں نے شہرت حاصل کی۔ ان کے قیام سے اس جزیرہ کی اہمیت بڑھ گئی اور یہاں اسلام کو ترقی ہوئی۔ تدرسے اور ترناتے چھوٹے جزیرے ہیں لیکن گرم مسالوں کی تجارت کے مرکز ہونے کی بنا پر ان سلطنتوں کی بڑی اہمیت ہو گئی۔ ان کی سلطنت میں بہت سے جزیرے شامل ہوئے اور اسلام کی وسیع اشاعت ہوئی۔

اسلام کے ہمہ گیر اثرات

اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی سلطنتوں کے قیام سے انڈونیشیا میں ایسا ہمہ گیر انقلاب پیدا ہو گیا جو زندگی کے ہر شعبہ پر اثر انداز ہوا۔ انڈونیشیوں پر ہندو مذہب اور ہندو تہذیب کا بہت گہرا اثر تھا اور کئی علاقوں کے باشندوں کو مسلمان بنانے کی کوشش میں بہت مدت صرف ہوئی لیکن جب ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تو وہ اس مذہب کے بڑے حامی اور شیدائی بن گئے۔ چنانچہ سماترا، وسطی جاوا، مادورا اور سلاویسی کے مسلمان مذہب سے انتہائی وابستگی رکھنے کی وجہ سے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ انڈونیشی عوام میں اسلام قبول کرنے کے بعد بھی قدیم رسوم و رواج اور تہذیب و معاشرت کی کئی چیزیں باقی رہ گئیں۔ لیکن بنیادی طور سے ان سب کی حالت بدل گئی اور اسلامی تصورات کے تحت ان کی نوعیت مختلف ہو گئی۔ لوگوں کے عقائد و نظریات میں بنیادی تبدیلی ہو گئی۔ اسلامی تصورات

اثر انداز ہوئے۔ علم و ادب اور زبان میں اسلامی رنگ غالب ہوگیا۔ حکومت و معاشرت میں بہت نمایاں اصلاح ہوئی۔ ذات پات پر مبنی نظام شکست ہوگیا۔ غلامی اور عورتوں کی حق تلفی رفتہ رفتہ ختم ہونے لگی۔ فن تعمیر نے ترقی کر کے نئی شکل اختیار کر لی۔ تہذیب و ثقافت کا انداز بدلنے لگا اور دین سے وابستگی نے ملی مقاصد اور جذبات و احساسات میں ہم آہنگی پیدا کر دی۔

تاریخ جمہوریت

شاہد حسین رزاقی

قبائلی معاشروں اور یونان قدیم سے لے کر عہد انقلاب اور دور حاضرہ تک جمہوریت کی مکمل تاریخ جس میں جمہوریت کی نوعیت و ارتقاء مطلق العنانی اور جمہوریت کی طویل کشمکش مختلف زمانوں کے جمہوری نظامات اور اسلامی و مغربی جمہوری افکار کو بڑی خوبی سے واضح کیا گیا ہے۔

صفحات — ۵۰۶

قیمت — ۸ روپے

مسلم ثقافت ہندوستان میں

عبدالمجید سالک

اس کتاب کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مسلمانوں نے برصغیر پاک و ہند کو گزشتہ ایک ہزار سال کی مدت میں کن برکات سے آشنا کیا اور اس قدیم ملک کی تہذیب و ثقافت پر کتنا وسیع اور گہرا اثر ڈالا ہے۔

صفحات — ۷۳۵

قیمت — ۱۲ روپے

: ملنے کا پتہ :

سیکریٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور